مرثیہ دیگر

عابدین کہتے ہین اے پروردگار
یکدگر اس وقت ہوتے غمگسار
ایک بھائی کو بھی رکھتا روزگار
روتے آپس مین گلے لگ زار زار

درد دل باہم کیا کرتے بیان
ایک کو ایک اپنے بابا کا نشان
پوچھکر خوشنود ہوتا ہر زمان
کچھ تو ہوتا دلکو تسکین و قرار

عمر اصغر گر نہ ہو جاتی اخیر
سو تو فیصل ہو گیا لگتے ہی تیر
وہ جوان ہو کر بٹاتا میری پیر
کیا بساط اسکی وہ طفل شیرخوار

اے برادر تا پدر عم ابن عم
بیٹھ گئی دریاے خون مین اے ستم
غرق لوہو مین پڑے ہین یک قلم
کشتی آل نبی آ منجھدھار

جا چچا نے برلب آب فرات
باپ کے سقے نے کاٹے پاؤن ہات
آب کی خاطر کیا قطع حیات
پانی کی تو بھی نہ پہونچی منہ مین دھار

باپ کو میرے محمدؐ یک زمان
ذبح کر ڈالا یہ بیکس کرکے وان
دیکھتے تنہا نہ زیر آسمان
جس جگہ کوئی نہ یاور ہے نہ یار

کاش ہوتا اس جگہ مین دل جلا
کچھ نہ بس چلتا تو یہ تو تھا بھلا
دیکھتا کٹتے جو بابا کا گلا
جا لپٹ جاتا گلے سے آہ مار

مار بھی کر ڈالتا میرے تئین
ایسے جینے سے تو بہتر تھا کہین
ساتھ میرے باپ کے شمر لعین
جس مصیبت مین ہون مین لیل و نہار

دردو سے میرے کون آگاہ ہو
بات دکھیا رون کی کب دلخواہ ہو
دکھ مرے کو کسکے دل مین راہ ہو
گو کسی کے سامنے کیجیے ہزار

کوئی مجھسا ہو سو میرا سمجھے درد
چہرہ بیماری سے اسکا ہوے زرد
رہ گیا ہو اقربا کٹوا کے فرد
نے دوا اسکی ہو نے تیماردار

ضعف کے مارے چلا اٹھ نہ جاے
جب قدم آگے رکھے تب لڑکھڑاے
ہاتھ سے تھانبے سر زنجیر پاے
راہ چلواتے ہون اسکو مار مار

باپ کا نیزے پہ سر ہو پیش پیش
اڈٹو نیز ناموس پیچھے سینہ ریش

ساتھ اُسکے ہو نہ اُسکا قوم و خویش
کھینچتا جاتا ہو وہ اُسکی مہار

راہ تو چلنا ہوا اُسپر یون کٹھن
تازیانے سے کرین مجروح تن
اُسپہ رہبر کو کہے لا یعنی سخن
کھینچنے کو کھٹرین گر تلوون کو خار

راہ وہ لیجا دین جس مین ہو نہ آب
تک جو پانی مانگے وہ خانہ خراب
تب تپین جب گرم ہو خوب آفتاب
کھینچکر شمشیر اُسے دکھلا دین دھار

لیکن اُسپر بھی وہ کب جھسا ہوا
وہ جو پیادہ یون چلے اُس شخص کا
قطع کی اسطرح سے منزل تو کیا
باپ ہو دوش محمدؐ کا سوار

باپ سے کی ہو وہ دادا ایک امام
وصف مین اُسکے خدا کا ہو کلام
نسل سے اُسکی امامت کا قیام
تب رکھے یہ ظلم اُس پر اعتبار

دل مین کی جس آدمی کی گفتگو
اب یہی میرے تئین ہے آرزو
درد کی اپنے زبانی اُس مین ہو
ظالمون سے گر چھوڑاوے کردگار

ہووے جس صحرا مین نخل نونہال
دونون ہاتھ اپنے تہ زمین اُسکی ڈال
قد کو بھائی کا اُسکو کر خیال
مین لپٹ کر روؤن ڈھاڑین مار مار

عابدین القصہ کرتا تھا سخن
پیٹتے تھے سر کو سُن سُن مرد و زن
تھا عجب ماتم زمین سے تا زمن
خون برساتے تھی ہر چشم اشکبار

سودا ہو خاموش کچھ آگے نہ کہہ
لگنے مرتے ہین گدا سے تا بشہ
دل تو خون ہو کر چلے آنکھون سے بہ
غم سے کاٹے ہین گلا بے اختیار

مرثیہ ایسا ہے تو نے یہ کہا
ہے یقین دلبر مرے روز جزا
جس سے حاصل ہو دو جگ کا مدعا
تجکو بخشا دینگے شاہ تاجدار

مرثیہ حضرت

بنت نبی فاطمہ کہتی ہین اے ذوالجلال
خاک پہ میدان کے بیچ تن تو پڑا ہے نڈھال
جسکے سرہانے پہ بانھ رہتی تھی اُسکا جال
سر کے تلے اُسکے آج کیسہ ہے خنجر کی بھال

اُسکا نواسا ہے یہ تھا جو وہ تیرا حبیب
طعمۂ تیغ ستم جب سے ہوا یہ غریب
جسکے تئین اب نہ دفن ہے نہ کفن یا الغیب
اُسکے کسیکو نہین گور گڑھے کا خیال